www.KitaboSunnat.com

ایمان وعقائد

مولانا سید محمد اکرم

توحید کے چند اہم پہلو

(۲)

راہِ اعتدال

مسئلہ صفاتِ باری تعالیٰ کا تفصیلی تذکرہ:

اس مسئلہ میں اہل علم نے اپنی اپنی کتب میں سیر حاصل بحثیں فرمائی ہیں۔ اور ایک دوسرے کے دلائل کو بھی جواباً پیش کیا ہے۔ ذیل میں کچھ صفات باری تعالیٰ کے متعلق عرض کیا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ صفات ہیں کیا جن کے متعلق اتنی بحثیں ہوئیں اور قرونِ اولیٰ میں کتب در کتب لکھی گئیں۔

شرح عقیدہ واسطیہ میں ہے:

(اَلْاَصْلُ الْاَوَّلُ)

اِتَّفَقَ السَّلَفُ عَلٰی اَنَّهٗ يَجِبُ	تمام سلف صالحین اس پر متفق ہیں کہ تمام
اَلْاِيْمَانُ بِجَمِيْعِ الْاَسْمَاءِ الْحُسْنٰى	اسماء حسنیٰ پر ایمان لانا واجب ہے۔ اور
وَمَا دَلَّتْ عَلَيْهِ مِنَ الصِّفَاتِ	جن صفات پر وہ اسماء دلالت کرتے ہیں
وَمَا يَنْشَأُ عَنْهَا مِنَ الْاَفْعَالِ۔	اور جو افعال اُن سے پیدا ہوتے ہیں اُن پر
مِثَالُ ذٰلِكَ الْقُدْرَةُ مَثَلًا يَجِبُ	بھی ایمان لانا واجب ہے جیسا کہ قدرت ہے
اَلْاِيْمَانُ بِاَنَّهٗ سُبْحَانَهٗ عَلٰی	اس بات پر ایمان لانا واجب ہے کہ اللہ
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَالْاِيْمَانُ بِكَمَالِ	تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے کہ اس کی قدرت سے
قُدْرَتِهٖ وَالْاِيْمَانُ بِاَنَّ قُدْرَتَهٗ	ہی ساری کائنات وجود میں آئی ہے۔ اسی
نَشَأَتْ عَنْهَا جَمِيْعُ الْكَائِنَاتِ	طرح باقی تمام اسماء حسنیٰ پر ایمان واجب ہے
وَهٰكَذَا بَقِيَّةُ الْاَسْمَاءِ الْحُسْنٰى	اور آیات مبارکہ میں جو اسماء واقع ہوئے
عَلٰى هٰذَا النَّمَطِ وَعَلٰى هٰذَا مَا وَرَدَ	ہیں وہ ایمان بالاسم میں داخل ہیں۔ اور جو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِي هٰذِهِ الْآيَاتِ الَّتِي سَاقَهَا الْمُصَنِّفُ مِنَ الْأَسْمَاءِ الْحُسْنٰى فَإِنَّهَا دَاخِلَةٌ فِي الْإِيْمَانِ بِالْإِسْمِ. وَمَا فِيْهَا مِنْ ذِكْرِ الصِّفَاتِ مِثْلَ عِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ وَعِلْمِهٖ وَحِكْمَتِهٖ وَإِرَادَتِهٖ وَمَشِيْئَتِهٖ فَإِنَّهَا دَاخِلَةٌ فِي الْإِيْمَانِ بِالصِّفَاتِ. وَمَا فِيْهَا مِنْ ذِكْرِ الْأَفْعَالِ الْمُطْلَقَةِ وَالْمُقَيَّدَةِ مِثْلَ يَعْلَمُ كَذَا وَيَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ وَيَرٰى وَيَسْمَعُ وَيُنَادِيْ وَيُنَاجِيْ وَكَلَّمَ وَيُكَلِّمُ فَإِنَّهَا دَاخِلَةٌ فِي الْإِيْمَانِ بِالْأَفْعَالِ.

صفات مذکور ہوئی ہیں مثلاً عزۃ اللہ۔ اس کی قدرت۔ اس کا علم۔ اس کی حکمت اس کا ارادہ اس کی مشیت۔ یہ تمام ایمان بالصفات میں داخل ہیں۔

اور آیاتِ مبارکہ میں جو مقید یا مطلق افعال کا تذکرہ ہوا ہے جیسا کہ وہ یہ جانتا ہے اور فیصلہ کرتا ہے۔ ارادہ کرتا ہے۔ دیکھتا ہے سنتا ہے۔ منادی کرتا ہے۔ سرگوشی کرتا ہے۔ کلام کرتا ہے۔ یہ ایمان بالأفعال میں داخل ہے۔

(اَلْأَصْلُ الثَّانِيْ):

دوسرا اصول:

وَدَلَّتْ هٰذِهِ النُّصُوْصُ الْقُرْاٰنِيَّةُ عَلٰى أَنَّ صِفَاتِ الْبَارِيْ قِسْمَانِ.

قرآنی آیات دلالت کرتی ہیں کہ صفاتِ باری تعالیٰ دو قسم پر ہیں۔

(۱) صِفَاتٌ ذَاتِيَّةٌ لَا تَنْفَكُّ عَنْهَا الذَّاتُ بَلْ هِيَ لَازِمَةٌ لَهَا أَزَلًا وَأَبَدًا وَلَا تَتَعَلَّقُ بِهَا مَشِيْئَتُهٗ تَعَالٰى وَقُدْرَتُهٗ وَذٰلِكَ كَصِفَاتِ الْحَيَاةِ وَالْعِلْمِ وَالْقُدْرَةِ وَالْقُوَّةِ وَالْعِزَّةِ وَالْمُلْكِ وَالْعَظَمَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ، وَالْمَجْدِ وَالْجَلَالِ.

(۱) صفات ذاتیہ جو کہ کبھی بھی ذات سے الگ نہیں ہوتیں بلکہ وہ ہمیشہ ذات کے ساتھ متعلق رہتی ہیں۔ ان کا مشیت یا قدرت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ جیسا کہ حیات، علم، قدرت، قوت، عزت، بادشاہی، بڑائی، کبریائی، بزرگی اور جلالت یہ وہ صفات ہیں جو کہ ہمیشہ باری تعالیٰ کے متعلق ہیں۔

(۲) صِفَاتٌ فِعْلِيَّةٌ تَتَعَلَّقُ بِهَا مَشِيْئَتُهٗ وَقُدْرَتُهٗ كُلَّ وَقْتٍ وَّاٰنٍ وَتَحْدُثُ بِمَشِيْئَتِهٖ وَقُدْرَتِهٖ اٰحَادُ تِلْكَ الصِّفَاتِ مِنَ الْأَفْعَالِ وَإِنْ كَانَ هُوَ لَمْ يَزَلْ

(۲) فعلی صفات ہیں۔ جو کہ مشیت اور قدرت کے ساتھ متعلق ہیں۔ ان صفات میں سے کوئی نہ کوئی صفت وجود میں آتی رہتی ہے کہ اس کے مطابق افعال کا وجود ہوتا رہتا ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موصوفا بها بمعنى أن نوعها
قديم وأفرادها حادثة فهو
سبحانه لم يزل فعالا لما يريد
ولم يزل ولا يزال يقول ويتكلم
ويخلق ويدبر الأمور وأفعاله
تقع شيئا فشيئا تبعا لحكمته
وإرادته فعلى المؤمن الإيمان
بكل ما نسبه الله لنفسه من
الأفعال المتعلقة بذاته
كالاستواء على العرش والمجيء
والإتيان والنزول إلى السماء
الدنيا والضحك والرضى و
الغضب والكراهية والمحبة
المتعلقة بخلقه كالخلق و
الرزق والإحياء والإماتة
وأنواع التدبير المختلفة.

(الأصل الثالث):

إثبات تفرد الرب جل شأنه بكل
صفة كمال وأنه ليس له شريك
أو مثيل في شيء منها.

وما ورد في الآيات السابقة
من إثبات المثل الأعلى له وحده
ونفي الند والمثل والكفوء و
السمي والشريك عنه يدل على
ذلك كما يدل على أنه منزه

اگرچہ باری تعالیٰ ان کے ساتھ بھی متصف ہے،
معنی یہ ہے کہ وہ اوصاف تو قدیم ہیں لیکن
اُن کے افراد حادث ہیں، کیونکہ اللہ سبحانہٗ
ہمیشہ ہی جو ارادہ کرلے کرتا ہے۔ اور ہمیشہ
ہی سے کلام کرتا، پیدا کرتا، معاملات کی
تدبیر کرتا ہے۔ اور اس کے افعال اُس
کی حکمت اور ارادے کے مطابق درجہ بدرجہ
واقع ہوتے ہیں۔ مومن پر ضروری ہے کہ
ان چیزوں پر ایمان لائے جن کو اللہ تعالیٰ نے
اپنے ساتھ منسوب کیا ہے۔ جیسے عرش پر
مستوی ہونا، آنا۔ دینا، آسمانِ دُنیا پر
اترنا۔ ہنسنا۔ راضی ہونا، ناراض ہونا، بُرا
جاننا۔ مخلوق سے محبت کرنا۔ جیسے پیدا
کرنا، رزق دینا۔ زندہ کرنا، موت دینا۔
اور مختلف تدبیریں کرنا وغیرہ۔ ان صفات
باری تعالیٰ پر ایمان لانا واجب ہے۔

(تیسرا اصول):

اللہ تعالیٰ کو ایک ثابت کرنا ساتھ صفتِ
کمال کے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور کوئی
چیز اس کی مثل نہیں۔

اور آیات میں جو اس کے لئے مثل الاعلیٰ
وارد ہوا ہے وہ اسی اکیلے کی مثال ہے۔
شریک و مثل کفو۔ ہم نام۔ اور اس سے
شرکت۔ ان تمام چیزوں سے پاک ہے۔
جیسا کہ ہر نقص، عیب اور آفت سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنْ كُلِّ نَقْصٍ وَّعَيْبٍ وَّ اٰفَةٍ۔

پاک ہے۔

(اَلْاَصْلُ الرَّابِعُ):

(چوتھا اصول):

اِثْبَاتُ جَمِيْعِ مَا وَرَدَ فِي الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ مِنَ الصِّفَاتِ وَلَا فَرْقَ بَيْنَ الذَّاتِيَّةِ مِنْهَا كَالْعِلْمِ وَالْقُدْرَةِ وَالْاِرَادَةِ وَالْحَيَاةِ وَالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَنَحْوِهَا وَالْفِعْلِيَّةِ كَالرِّضَا وَالْمَحَبَّةِ وَالْغَضَبِ وَالْكَرَاهَةِ۔

تمام صفات جو کہ کتاب و سنت میں وارد ہوئی ہیں اُن کو ثابت کرنا بغیر فرق کرنے کے جیسا کہ ذاتیہ ہیں۔ علم، قدرت، ارادہ، زندگی، سُننا، دیکھنا اور ایسی باقی صفاتِ فعلیہ جیسا کہ رضامندی، محبت کرنا، ناراض ہونا۔ بُرا جاننا۔

وَكَذٰلِكَ لَا فَرْقَ بَيْنَ اِثْبَاتِ الْوَجْهِ وَالْيَدَيْنِ وَنَحْوِهَا۔ وَبَيْنَ الْاِسْتِوَاءِ عَلَى الْعَرْشِ وَالنُّزُوْلِ فَكُلُّهَا مِمَّا اتَّفَقَ السَّلَفُ عَلٰى اِثْبَاتِهٖ بِلَا تَاْوِيْلٍ وَّلَا تَعْطِيْلٍ وَّبِلَا تَشْبِيْهٍ وَّتَمْثِيْلٍ۔

اور اسی طرح امتیاز نہ کرنا، چہرہ اور ہاتھ ثابت کرنے میں، اور عرش پر مستوی ہونے میں۔ اُترنے میں اور تمام وہ صفاتِ باری تعالیٰ جن پر سلف صالحین متفق ہیں۔ بغیر تاویل بغیر تعطیل بغیر تشبیہ اور تمثیل کے ان کو ثابت سمجھنا چاہیے۔

اس اصل کی مخالفت کرنے والے دو گروہ ہیں :

۱۔ اَلْجَهْمِيَّةُ۔ يَنْفُوْنَ الْاَسْمَاءَ وَالصِّفَاتِ جَمِيْعًا۔

(۱) جہمیہ نے اسماء اور صفاتِ باری تعالیٰ کا بالکل انکار کر دیا ہے۔

۲۔ اَلْمُعْتَزِلَةُ۔ فَاِنَّهُمْ يَنْفُوْنَ جَمِيْعَ الصِّفَاتِ وَيُثْبِتُوْنَ الْاَسْمَاءَ وَالْاَحْكَامَ فَيَقُوْلُوْنَ عَلِيْمٌ بِلَا عِلْمٍ وَّقَدِيْرٌ بِلَا قُدْرَةٍ وَّحَيٌّ بِلَا حَيَاةٍ الخ

(۲) معتزلہ۔ وہ صفات کا انکار کرتے اور اسماء و احکام تسلیم کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ علیم تو ہے مگر بغیر علم کے، قدیر تو ہے لیکن بغیر قدرت کے۔ زندہ ہے لیکن بغیر زندگی کے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَهٰذَا الْقَوْلُ فِي غَايَةِ الْفَسَادِ فَإِنَّ إِثْبَاتَ مَوْصُوْفٍ بِلَا صِفَةٍ وَإِثْبَاتُ مَا لِلصِّفَةِ لِلذَّاتِ الْمُجَرَّدَةِ مُحَالٌ فِي الْعَقْلِ كَمَا هُوَ بَاطِلٌ فِي الشَّرْعِ ۔	اور معتزلہ کا یہ اعتقاد جہمیہ سے بھی بدتر ہے ۔ وہ موصوف کو تو ثابت کرتے ہیں لیکن بغیر صفت کے جو کہ صفت کے لئے ہو اُس کو ذاتِ مجردہ کے لئے ثابت کرنا عقلاً محال ہے ۔ لہٰذا شرعاً بھی باطل ہے ۔

لطیفہ :

امام ابوداؤد اپنی سنن میں باب قائم فرماتے ہیں ۔ (بَابُ الدُّعَاءِ فِي الصَّلٰوةِ) اس کے تحت حدیث بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعاء فرمائی :

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ فِي صَلَاتِهِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ۔	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز میں دعا فرمایا کرتے تھے کہ اللہ میں تجھ سے قبر کے عذاب کی پناہ مانگتا ہوں ۔

اس حدیث کی تشریح فرماتے ہوئے صاحب عون المعبود ایک پرمغز لطیفہ تحریر فرماتے ہیں تفنن طبع کے لیے ہم بھی اس کو ذیل میں درج کرتے ہیں :

قَالَ ابْنُ حَجَرٍ الْمَكِّيُّ وَفِيْهِ أَبْلَغُ الرَّدِّ عَلَى الْمُعْتَزِلَةِ فِي إِنْكَارِهِمْ لَهُ وَمُبَالَغَتِهِمْ فِي الْحَطِّ عَلَى أَهْلِ السُّنَّةِ فِي إِثْبَاتِهِمْ لَهُ حَتّٰى وَقَعَ لِسُنِّيٍّ أَنَّهُ صَلّٰى عَلٰى مُعْتَزِلِيٍّ فَقَالَ فِي دُعَائِهِ اللّٰهُمَّ أَذِقْهُ عَذَابَ الْقَبْرِ فَإِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِهِ وَيُبَالِغُ فِي نَفْيِهِ وَيُخَطِّئُ مُثْبِتَهُ ۔ (عون المعبود ص ۳۲۵ ج ۱)	امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں معتزلہ کا بہت رد ہوا ہے ۔ کیونکہ وہ عذابِ قبر کا انکار کرتے ہیں اور اہل سنت پر بڑی تنقید کرتے ہیں کیونکہ اہل سنت عذابِ قبر کے قائل ہیں ۔ یہاں تک کہ اہل سنت میں سے ایک شخص نے معتزلی پر جنازہ پڑھا تو کہا اے اللہ اس کو قبر کا عذاب چکھا کیونکہ یہ اس پر ایمان نہیں رکھتا تھا ۔ اس کی شدید نفی کرتا تھا ۔ اور عذابِ قبر کا اثبات کرنے والوں کو غلط کار ٹھہراتا تھا ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معتزلہ کا عقیدہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق:

وَذَهَبَ جُمْهُورُ الْمُعْتَزِلَةِ إِلَى أَنَّ عَائِشَةَ وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ وَمُعَاوِيَةَ وَجَمِيعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ وَالشَّامِ فُسَّاقٌ بِقِتَالِهِمْ إِمَامَ الْحَقِّ يَعْنُونَ عَلِيًّا كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ۔

تمام معتزلہ کا مذہب ہے کہ حضرت عائشہؓ طلحہؓ، زبیرؓ، امیر معاویہؓ اور تمام عراق وشام والے فاسق ہیں۔ کیونکہ انھوں نے حضرت علیؓ کے ساتھ لڑائی کی تھی، جو کہ امام حق تھے۔

(مقدمہ جامع الاصول ص ۳۷ ج ۱)

احناف اور معتزلہ کا امتزاج:

وَبَعْضُهُمْ يَزْعُمُ أَنَّ بِنَاءَ الْمَذْهَبِ عَلَى هٰذِهِ الْمُحَاوَرَاتِ الْجَدَلِيَّةِ الْمَذْكُورَةِ فِي مَبْسُوطِ السَّرْخَسِيِّ وَالْهِدَايَةِ وَالتَّبْيِينِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ وَلَا يَعْلَمُ أَنَّ أَوَّلَ مَنْ أَظْهَرَ ذٰلِكَ فِيهِمُ الْمُعْتَزِلَةُ۔

احناف کے بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ان کے مذہب کی بنیاد ہدایہ اور سرخسی کی مبسوط وغیرہ پر ہے لیکن ان کو علم نہیں کہ سب سے پہلے ان میں یہ مذہب ظاہر کرنے والا فرقہ معتزلہ ہے۔

(حجۃ اللہ البالغۃ ص ۱۶۱ ج ۱)

فائدہ:۔ احناف میں فرقہ معتزلہ کا کتنا حسین امتزاج ہے جس کا ان بیچاروں کو علم نہیں ہے۔ حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اسی امتزاج پر آگاہ فرما رہے ہیں۔ احناف کو شاہ صاحب کی نصیحت قبول فرمالینی چاہیئے۔

صفاتِ باری تعالیٰ کے متعلق سلف صالحین کا مسلکِ اعتدال:

دنیا میں کتاب وسنت کی صحیح دعوت لوگوں میں پیش کرنے والی ایک جماعت اہلِ اسلام میں قیامت تک موجود رہے گی۔ وہ جماعت اہلحدیث ہی ہے۔ اہل اسلام کے بڑے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑے علماء و اکابرین اس پر متفق ہیں۔ لوگ ان کی مخالفت بھی کریں گے۔ ان کو ملامت بھی کریں گے۔ تاہم یہ جماعت صراطِ مستقیم پر عمل پیرا اور اس کی دعوت پر گامزن رہے گی۔
مسئلہ صفاتِ باری تعالیٰ یا اعتقاد میں کئی فرقوں سے لغزشیں ہوئیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اہل حدیث کے اکابرین کو اس مسئلہ میں بھی افراط و تفریط سے محفوظ رکھا۔ اور اہلحدیث نے اس مسئلہ میں اسی موقف کو اختیار فرمایا جو کہ کتاب و سنت کے مطابق اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا موقف تھا کہ صفاتِ باری تعالیٰ کو اسی طرح تسلیم کیا جائے جس طرح کتاب و سنت میں وارد ہوئی ہیں۔ نہ ان میں تاویل کی جائے۔ اور نہ ہی تشبیہ و تعطیل اختیار کی جائے چنانچہ علامہ شہرستانی لکھتے ہیں:

١- اِعْلَمُوْا اَنَّ جَمَاعَةً كَثِيْرَةً مِّنَ السَّلَفِ كَانُوْا يُثْبِتُوْنَ لِلّٰهِ تَعَالٰى صِفَاتٍ اَزَلِيَّةً مِّنَ الْعِلْمِ وَالْقُدْرَةِ وَالْحَيَاةِ وَالْاِرَادَةِ وَالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَالْكَلَامِ وَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَالْجُوْدِ وَالْاِنْعَامِ وَالْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَلَا يُفَرِّقُوْنَ بَيْنَ صِفَاتِ الذَّاتِ وَصِفَاتِ الْفِعْلِ بَلْ يَسُوْقُوْنَ الْكَلَامَ سَوْقًا وَّاحِدًا وَكَذٰلِكَ يُثْبِتُوْنَ صِفَاتٍ خَبَرِيَّةً مِّثْلَ الْيَدَيْنِ وَالْوَجْهِ وَلَا يُؤَوِّلُوْنَ ذٰلِكَ۔ (الملل والنحل ص۹۲ ج۱)

بے شک سلف صالحین کی بہت بڑی جماعت اللہ تعالیٰ کے لئے صفاتِ ازلیہ کو ثابت کرتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا علم، قدرت، حیات، ارادہ، سمع بصر، کلام کرنا۔ بزرگی، جلالت، سخاوت، انعام کرنا۔ عزت، بڑائی۔ اور وہ صفاتِ ذاتیہ اور فعلیہ میں فرق نہیں کرتے۔ بلکہ ایک ہی طرح کا کلام کرتے ہیں۔ ایسے ہی صفاتِ خبریہ کو ثابت کرتے ہیں جیسا کہ ہاتھ اور چہرہ ہے۔ اور اس میں کوئی تاویل نہیں کرتے۔

٢- اِعْلَمْ اَنَّ السَّلَفَ مِنْ اَصْحَابِ الْحَدِيْثِ لَمَّا رَاَوْا تَوَغُّلَ الْمُعْتَزِلَةِ فِيْ عِلْمِ الْكَلَامِ وَمُخَالَفَةَ السُّنَّةِ الَّتِيْ عَهِدُوْهَا مِنَ الْاَئِمَّةِ الرَّاشِدِيْنَ

جب اسلاف میں سے اہلحدیث نے معتزلہ کو علم کلام اور مخالف سنت عقائد میں مشغول ہوتے ہوئے دیکھا اور ان کی انکار تقدیر کے عقیدہ پر بنوامیہ کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَنَصَرَهُمْ جَمَاعَةٌ مِّنْ أُمَرَاءِ بَنِي أُمَيَّةَ عَلَى قَوْلِهِمْ بِالْقَدَرِ وَجَمَاعَةٌ مِّنْ خُلَفَاءِ بَنِي الْعَبَّاسِ عَلَى قَوْلِهِمْ بِنَفْيِ الصِّفَاتِ وَخَلْقِ الْقُرْآنِ تَحَيَّرُوا فِي تَقْرِيرِ مَذْهَبِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فِي مُتَشَابِهَاتِ آيَاتِ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ وَأَخْبَارِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

امراء نے مدد کی اور خلفاء بنو عباس میں سے بھی ایک جماعت نے صفات کی نفی اور مسئلہ خلق قرآن میں ان کی مدد کی تو یہ لوگ اہل السنۃ کے عقیدہ میں حیران ہو گئے۔ آیات متشابہات اور احادیث میں ان کو تزلزل ہوا۔

فَلَمَّا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَدَاوُدُ بْنُ عَلِيٍّ الْأَصْفَهَانِيُّ وَجَمَاعَةٌ مِّنْ أَئِمَّةِ السَّلَفِ فَجَرَوْا عَلَى مِنْهَاجِ السَّلَفِ الْمُتَقَدِّمِينَ مِنْ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ مِثْلَ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَمُقَاتِلِ بْنِ سُلَيْمَانَ وَسَلَكُوا طَرِيقَ السَّلَامَةِ فَقَالُوا نُؤْمِنُ بِمَا وَرَدَ فِي الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَلَا نَتَعَرَّضُ لِلتَّأْوِيلِ بَعْدَ أَنْ نَعْلَمَ قَطْعًا أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يُشْبِهُهُ شَيْئًا مِّنَ الْمَخْلُوقَاتِ وَأَنَّ كُلَّ مَا تَمَثَّلَ فِي الْوَهْمِ فَإِنَّهُ خَالِقُهُ وَمُقَدِّرُهُ وَكَانُوا يَحْتَرِزُونَ عَنِ التَّشْبِيهِ إِلَى غَايَةِ أَنْ قَالُوا مَنْ حَرَّكَ يَدَهُ عِنْدَ قِرَاءَةِ قَوْلِهِ تَعَالَى خَلَقْتُ

امام احمد بن حنبلؒ، داؤد بن علی اصفہانیؒ اور اسلاف کی ایک جماعت سلف صالحین کے عقیدہ پر چلی جو عقیدہ امام مالکؒ امام مقاتلؒ بن سلیمان کا تھا۔ اور کہنے لگے کہ ہم ہر اس چیز پر ایمان لاتے ہیں جو کہ کتاب و سنت میں وارد ہوئی ہے۔ ہم تاویل نہیں کرتے جب کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات میں سے کسی شے کے مشابہ نہیں، جو کچھ انسان کے وہم میں پیدا ہوگا وہی اس کو پیدا کرنے والا ہے۔ اور مشابہت دینے سے اتنا بچتے تھے کہتے تھے کہ اگر کسی نے یہ آیت (میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا) کی قراءت کے وقت ہاتھ کو حرکت دی یا روایت بیان کرتے ہوئے انگلیوں سے اشارہ کیا تو ہاتھ اور انگلیاں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بيدى . وأشار بإصبعيه عند
روايتهم "قلب المؤمن بين إصبعين
من أصابع الرحمٰن" وجب قطع
يده وقلع إصبعيه وقالوا إنما
توقفنا في تفسير الآيات وتأويلها
لأمرين. أحدهما المنع الوارد
في التنزيل في قوله تعالى فأما الذين
في قلوبهم زيغ فيتبعون ما تشابه
منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تأويله
وما يعلم تأويله إلا الله والراسخون
في العلم يقولون آمنا به كل من
عند ربنا وما يذكر إلا أولوا الألباب
فنحن نحترز عن الزيغ. والثاني
أن التأويل أمر مظنون بالاتفاق
والقول في صفات الباري بالظن
غير جائز. فربما أولنا الآية على
غير مراد الباري فوقعنا في الزيغ
بل نقول كما قال الراسخون في العلم
كل من عند ربنا آمنا بظاهره
وصدقنا بباطنه ووكلنا علمه
إلى الله تعالى. ولسنا مكلفين
بمعرفة ذلك إذ ليس ذلك من شرائط
الإيمان وأركانه واحتاط بعضهم
أكثر احتياط.

کاٹنا واجب ہے۔ اور کہتے تھے کہ ہم دو وجہ سے آیات کی تفسیر اور تاویل کرنے میں توقف کرتے ہیں۔

۱۔ قرآن میں روکا گیا ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ جن کے دلوں میں کجی ہے۔ وہ متشابہات کی تاویل تلاش کرتے ہیں حالانکہ اُن کی تاویل اللہ ہی جانتا ہے۔ اور جو مضبوط علم والے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے ہے اور عقل والے ہی نصیحت پکڑتے ہیں۔

(۲) تاویل کرنا کوئی یقینی معاملہ نہیں اور صفاتِ باری تعالیٰ میں غیر یقینی بات جائز نہیں۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کے مقصد کے خلاف تاویل کریں تو کجی میں واقع ہو جائیں گے۔ بلکہ ہم وہی کہتے ہیں جو کہ علم والوں نے کہا کہ ہم نے ظاہر پر ایمان اور باطن کی تصدیق کی اور اس کا علم اللہ کے سپرد کیا۔ نہ یہ تاویلات اسلام کی شرط ہیں اور نہ ہم ان کے مکلف ہیں۔

(الملل والنحل
ص ۹۵ ج ۱)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ:

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا قَالَتْ اَلْاِسْتِوَاءُ غَيْرُ مَجْهُولٍ وَالْكَيْفُ غَيْرُ مَعْقُولٍ وَالْاِقْرَارُ بِهِ اِيْمَانٌ وَالْجُحُوْدُ بِهِ كُفْرٌ۔

(عون المعبود ج ۴ ص ۳۵۳)

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ عرش پر مستوی ہونا معلوم ہے۔ اس کی کیفیت عقل سے بلند ہے اور اس کا اقرار کرنا ایمان ہے اور انکار کرنا کفر ہے۔

۲- امام ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن کا عقیدہ:

وَمِنْ طَرِيْقِ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُ سُئِلَ كَيْفَ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ فَقَالَ اَلْاِسْتِوَاءُ غَيْرُ مَجْهُوْلٍ وَالْكَيْفُ غَيْرُ مَعْقُوْلٍ وَعَلَى اللّٰهِ الرِّسَالَةُ وَعَلٰى رَسُوْلِهِ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا التَّسْلِيْمُ۔

(عون المعبود ج ۴ ص ۳۵۳)

امام ربیعہؒ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ عرش پر کیسے مستوی ہے تو آپ نے جواب دیا کہ استواء معلوم ہے اور کیفیت عقل سے ماوراء ہے اللہ تعالیٰ پر پیغام بھیجنا ہے اور اس کے رسولؐ کا ذمہ تبلیغ ہے اور ہم پر تسلیم کرنا واجب ہے۔

۳- امام اوزاعی کا عقیدہ:

عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ قَالَ كُنَّا وَالتَّابِعُوْنَ مُتَوَافِرُوْنَ نَقُوْلُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى عَرْشِهِ وَنُؤْمِنُ بِمَا وَرَدَتْ فِي السُّنَّةِ مِنْ صِفَاتِهِ۔

(عون المعبود ج ۴ ص ۳۵۳)

امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ ہم تابعین کے زمانہ میں کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر ہے اور اس کی جو صفات سنت میں وارد ہوئی ہیں۔ ہم ان پر ایمان رکھتے ہیں۔

وَعَنِ الْاَوْزَاعِيِّ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالٰى ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ

امام اوزاعیؒ سے مستوی علی العرش کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَقَالَ هُوَ كَمَا وَصَفَ نَفْسَهُ۔ — نے اپنے متعلق بیان کیا ہے۔ اسی طرح ہے۔

(عون المعبود ص ۳۵۳ ج ۴)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ مَالِكٍ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِ اللهِ "اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى" فَاَطْرَقَ مَالِكٌ فَاَخَذَتْهُ الرَّحْضَاءُ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ فَقَالَ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى كَمَا وَصَفَ بِهِ نَفْسَهُ وَلَا يُقَالُ كَيْفَ وَكَيْفَ عَنْهُ مَرْفُوْعًا وَمَا اَرَاكَ اِلَّا صَاحِبَ بِدْعَةٍ اَخْرِجُوْهُ

عبداللہ بن وہب نے کہا کہ ہم امام مالک کے پاس تھے۔ ایک شخص آیا اس نے کہا اے ابو عبداللہ رحمٰن عرش پر مستوی ہے؟ امام صاحب نے سر جھکا لیا۔ آپ کو پسینہ آگیا۔ پھر سر کو بلند کیا اور کہا کہ ان رحمٰن عرش پر ہے جس طرح اس نے بیان فرمایا ہے اور کیفیت اس کی بیان کی نہیں گئی۔ اور میرا خیال ہے تو بدعتی ہے، اس کو نکال دو۔

(عون المعبود ص ۳۵۳ ج ۴)

امام محمد بن حسن شیبانی کا عقیدہ:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ اتَّفَقَ الْفُقَهَاءُ كُلُّهُمْ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَى الْمَغْرِبِ عَلَى الْاِيْمَانِ بِالْقُرْاٰنِ وَبِالْاَحَادِيْثِ الَّتِيْ جَاءَ بِهَا الثِّقَاتُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صِفَةِ الرَّبِّ مِنْ غَيْرِ تَشْبِيْهٍ وَلَا تَفْسِيْرٍ فَمَنْ فَسَّرَ شَيْئًا مِنْهَا وَقَالَ

امام محمد بن حسن نے کہا کہ مشرق و مغرب کے فقہاء تمام متفق ہیں کہ قرآن اور وہ احادیث جن کو ثقہ راویوں نے بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات میں ان پر ایمان لانا ضروری ہے بغیر تشبیہ اور تفسیر کے جس نے کسی شے کی ان میں سے تفسیر کی اور جہم بن صفوان کی سی بات کہی وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يقول جهم فقد خرج عما كان عليه النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه وفارق الجماعة لأنه وصف الرب بصفة لا شيء۔	کے عقیدہ سے خارج ہو گیا اور جماعت اہلسنت سے الگ ہو گیا۔ کیونکہ اس نے اپنے رب کا ایسا وصف بیان کیا جو کچھ نہیں ہے۔

(عون المعبود ص۲۵ ج۴)

فائدہ:۔ یہ ہیں اس مسئلہ میں اسلاف بزرگوں کے چند اقوال۔ اس سے مسئلہ بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ سلف صالحین اس مسئلہ میں کتنے محتاط ہیں۔ انھوں نے افراط و تفریط سے بچ کر اعتدال کا مسلک اختیار کیا ہے۔

امام العصر حضرت مولینا محمد ابراہیم میر رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے اس مسئلہ کی وضاحت

ہم نے مسئلہ صفاتِ باری تعالیٰ کے بیان کرنے میں بڑی احتیاط سے سلف صالحین کے موقف کی وضاحت کرنے کی ناچیز کوشش کی ہے۔ اور عرض کیا ہے کہ اس زبردست معرکۃ الآراء مسئلہ میں فرقہ جہمیہ اور معتزلہ کو بہت بڑا مغالطہ ہوا ہے۔ اور اس فریب میں آن کے ساتھ بعض حکمران بھی دھوکہ کھا کر صفاتِ باری تعالیٰ کے انکار میں جہمیہ اور معتزلہ کے ہم عقائد بن گئے۔ جس سے ائمہ سنت کو بڑی سخت آزمائشوں سے گزرنا پڑا۔ تاہم ائمہ سنت نے جان پر کھیل کر صحیح اسلامی عقیدہ کی حفاظت فرمائی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

مسئلہ کو پوری طرح واضح کرنے کے لئے ذیل میں ہم حضرت میر صاحب سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر نقل کر رہے ہیں۔ تاکہ یہ مشکل اور معلوماتی مسئلہ اردو دان طبقہ کے لئے بھی مفید ہو سکے چنانچہ میر صاحب لکھتے ہیں: خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے عہد میں ایک شخص جعد بن درہم نے صفاتِ الٰہیہ کا انکار شروع کر دیا۔

مسئلہ صفاتِ الٰہیہ بڑا دقیق اور مشکل ہے۔ جس کی گتھی عقل و فہم کے ناخنوں سے نہیں کھل سکتی۔ ہم کیا اور ہماری بساط کیا! خود سرورِ کائنات صلعم دربارِ ایزدی میں اظہارِ عجز کر کے اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقی علم کو اسی ذات سرمدی کے سپرد کرکے فرماتے ہیں:

لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ۔ — مَیں تیری ثنا کما حقہ بیان نہیں کر سکتا، تُو ویسا ہی ہے جیسا کہ تُو نے خود اپنی صفت بیان کی ہے۔

پس اپنی عاجزی کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس وقت ہمارا مقصود مسئلہ صفات کے متعلق اختلاف کی صورت کا بیان کر دینا ہے۔ جس کی مجمل تشریح یوں ہے کہ ذات بیچون عز اسمہ کی صفات دو قسم کی ہیں سلبیہ اور وجودیہ۔

سلبیہ سے یہ مراد ہے کہ ذات برحق کو جملہ معائب اور نقائص سے اور ہر چیز سے جو اس کی شان کے لائق نہ ہو، منزہ و مبرا مانا جائے اسے تنزیہ کہتے ہیں مثلاً یہ کہ وہ جسم نہیں ہے۔ وہ کسی سے متحد نہیں ہوتا۔ اس کی ذات کسی میں حلول نہیں کرتی۔ وغیر ذٰلک۔

چنانچہ فرمایا:

لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔ (سورۃ اخلاص) — یعنی نہ خدا نے کسی کو جنا اور نہ وہ خود کسی سے جنا گیا۔ اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔

صفاتِ وجودیہ سے یہ مراد ہے کہ ذاتِ باری جل مجدہٗ کو جملہ صفاتِ کمال سے موصوف سمجھا جائے یہ بھی دو قسم پر ہیں۔ صفاتِ افعال کہ ان کا ظہور بالفعل مخلوق کے ظہور و وجود سے ہے۔ مثلاً خالقیت کہ اس کا ظہور بالفعل اس وقت ہوتا ہے۔ جب کوئی شے مخلوق ہو جائے اور ربوبیت کہ اس کا ظہور شئی مربوب کو چاہتا ہے۔ ایسی صفات کی دو جہتیں ہیں۔ ایک جہت ذاتِ برحق کی نعت و صفت ہونے کے لحاظ سے اور دوسری جہت مخلوق سے متعلق ہونے کے لحاظ سے۔ ذاتِ خداوندی سے تو اس کا تعلق حادث نہیں یعنی ایسا کوئی وقت نہیں تھا کہ ذاتِ برحق اُس سے مجرد ہو۔ اس معنٰی میں امام الائمہ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے فقہ اکبر میں فرمایا ہے:

كَانَ اللّٰهُ خَالِقًا قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ۔ — یعنی خدا پیدا کرنے سے پہلے بھی خالق تھا۔

امام غزالیؒ نے "اقتصاد" میں اس امر کو بہت صفائی سے بیان کیا ہے۔ باقی رہی دوسری جہت یعنی مخلوق کے ساتھ اس صفت کا تعلق سو وہ حادث ہے۔ یعنی جب خدا نے چاہا کہ کسی شئی کو ہستی میں لائے تو اپنی صفتِ خالقیت کو اس شئے کی صورت علمیہ کے متعلق کر دیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو اس کے علم ازلی میں ہے۔ اور اس کو موجود بالفعل کر دیا۔ پس یہ تعلق اور متعلق بہ حادث ہوتے نہ کہ صفتِ الٰہی۔ اس قسم میں سے بعض اضافی ہیں۔ مثلاً ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ (الحدید (پ۲۷))

دوسری قسم صفاتِ وجودیہ کی صفاتِ ازلیہ ہیں۔ ان کو ذاتیہ حقیقیہ اور قدیمہ (مطلقاً) بھی کہتے ہیں۔ مثلاً علم۔ قدرت اور حیات کہ ان کا انفکاک ذاتِ بیچوں سے نہ کبھی ہوا نہ ہو سکے گا۔ یعنی وہ ہمیشہ سے ان صفات سے موصوف ہے۔ اور ہمیشہ موصوف رہے گا۔

صفاتِ سلبیہ اور اضافیہ کی نسبت تو اختلاف نہیں۔ ہاں حقیقت کی نسبت یہ اختلاف ہے کہ ان کا مفہوم۔ مفہومِ ذات کا عین ہے یا اس سے کوئی زائد امر۔

مثبتین صفات (اہلسنت اور ان کے موافقین) کہتے ہیں کہ ان صفات کا مفہوم ذات واجب تعالیٰ کے مفہوم پر زائد ہے۔ اور اسم اللہ ذات بحت کا نام نہیں ہے۔ بلکہ ذات مع صفات کا نام ہے۔ ہاں وہ عین ذات بھی نہیں ہیں کہ ان کو خدا سمجھ لیا جائے۔ اور غیر بھی نہیں کہ ذاتِ برحق کو ان سے مجرد وخالی مانا جائے۔ چونکہ کوئی ذات جو علم وقدرت وحیات وسمع وبصر وارادہ وکلام صفاتِ کمال سے خالی ہو۔ خارج میں اس کی کوئی حقیقت نہیں اور نہ وہ خدا ہو سکتی ہے اور نہ مستحق عبادت۔ قرآن شریف میں جابجا انہی صفات کی نفی سے باطل معبودوں کی تردید کی گئی ہے۔

جہمیہ اور ان کے موافقین شیعہ ومعتزلہ کہتے ہیں کہ خدا کی یہ صفات اس کی عین ذات ہیں۔ اور مفہومِ ذات سے زائد کوئی چیز قدیم نہیں ہے۔ ورنہ تعدد قدما۔ لازم آئے گا جو منافی توحید ہے۔ جس کا مختصر لیکن نہایت زبردست جواب یہ ہے کہ تعدد اس صورت میں لازم آتے جب ذوات متعدد ہوں۔ ذات واحد ہو۔ اور اس کی صفات کثرت سے ہوں تو تعدد قدما۔ کہاں ہوا۔ فافہم۔

پس صحیح یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات کے ساتھ قدیم ہے۔ اور اس میں کوئی دقت نہیں۔

یہ ہے اقرار بالصفات اور انکار بالصفات کے متعلق مختصر تشریح جو ہم نے بہت سی کتبِ کلامیہ کی ورق گردانی اور ان میں غور وخوض کرنے سے سمجھی ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

(تاریخ اہلحدیث از میر سیالکوٹی ص ۱۰۶-۱۳)

شیخ الکل فی الکل فخر المحدثین استاذ الاساتذہ شیخ التفسیر والحدیث حضرت الحافظ محمد صاحب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مسئلہ صفات میں فرماتے ہیں۔

ہم خدا تعالیٰ کو موصوف بصفاتِ کثیرہ مانتے اور ذات کو کثرت سے بری اور اقانیم سے پاک جانتے ہیں۔ (اثبات التوحید از محدث گنگوہی مرحوم صفحہ ۳۲)

خلاصۂ کلام:

ہماری مندرجہ بالا گذارشات سے مسئلہ صفاتِ باری تعالیٰ کے تقریباً دونوں پہلو روشن ہو گئے ہیں۔ جہمیہ اور معتزلہ کا عقیدہ بھی واضح طور پر سامنے آگیا ہے کہ وہ لوگ صفاتِ باری تعالیٰ کا انکار کر کے کیسی کیسی گمراہ کن تاویلات میں پڑے ہیں۔

قرونِ اولیٰ میں ان کو اوسلان ہی جیسے فرقوں کو بدعتی فرقے کہا جاتا تھا۔ کیونکہ اُن کا یہ اعتقاد اسلامی تعلیم میں نیا اعتقاد تھا۔ کتاب و سنت اور تعاملِ صحابہ کرامؓ اور ان کے عقائد معتزلہ وغیرہ کے ساتھ صفاتِ باری تعالیٰ میں مطابقت نہیں رکھتے تھے۔ اس لئے ان فرقوں کو اسلامی دور کے ابتدائی ادوار میں ہی پہچان لیا گیا اور ان کو گمراہ کن فرقے قرار دے دیا گیا۔

دوسری طرف محدثین کرامؒ کا مقدس گروہ تھا جو کہ غلط عقائد کی اصلاح پر کمربستہ تھا۔ انھوں نے ہر انداز سے ایسے فرقوں کا تجزیہ فرمایا۔ حضرت امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام بخاریؒ، امام ترمذیؒ، امام ابو داؤد، امام بیہقیؒ وغیرہ جہمیہ اور معتزلہ کے رد میں پیش پیش نظر آتے ہیں۔ متاخرین بزرگوں میں امام ذہبیؒ، امام ابن کثیر رحمہما اللہ تعالیٰ نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے قابلِ قدر خدمات انجام دی ہیں۔ امام ابنِ تیمیہؒ اور امام ابن القیمؒ نے تو تمام باطل فرقوں کے ساتھ محاذ آرائی کی ہے۔ خصوصاً جہمیہ اور معتزلہ پر سخت قسم کی تنقیدات فرمائی ہیں۔

امام ابنِ تیمیہؒ اور امام ابن القیمؒ کی تحریرات کا مطالعہ کرنے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو باطل نظریات رکھنے والوں کے خلاف احقاقِ حق کیلئے ہی پیدا فرمایا تھا۔ قصیدۂ نونیہ جو کہ امام ابن القیمؒ نے اشعار میں لکھا ہے، ہماری ان گذارشات کی تائید کرے گا۔

مسئلہ صفاتِ باری تعالیٰ کے متعلق محدثین کرامؒ نے جو مسلک اختیار فرمایا ہے کہ ہم صفاتِ باری تعالیٰ کو اسی طرح مانتے ہیں جس طرح کتاب و سنت میں وارد ہوئی ہیں، نہ اُن میں تاویل کرتے ہیں نہ مخلوق کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں اور نہ جہمیہ اور معتزلہ کی طرح انکار کرتے ہیں۔ یہی مسلکِ حق ہے۔ صفاتِ باری تعالیٰ کے متعلق محدثین سلف صالحین کا نظریہ بالکل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واضح غیر مبہم اور سیدھا ہے۔ دلائل کا تقاضہ ہے کہ ہر مسلمان کو اس نازک اور مشکل مسئلہ میں سلف صالحین کا مسلک ہی اختیار کرنا چاہیے۔

فائدہ :- اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس نازک مسئلہ میں جو کچھ تحریر کیا ہے، قبول فرمائے۔ اگر اس کے ذکر کرنے یا لکھنے میں کوئی غلطی ہوئی ہے تو اپنے فضل و کرم سے معاف فرمائے۔ اور سائمہ، محدثین کی طرح اس مسئلہ پہ قائم رکھے اور خاتمہ بالخیر ہو۔ آمین!

اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق عقائد و زبان میں احتیاط :

حضرت آدم علیہ السلام کے جنت میں رہنے کا واقعہ قرآنِ پاک میں کئی بار ذکر ہوا ہے۔ اور قرآنِ پاک میں یہ بھی بیان کر دیا گیا ہے کہ ان کا جنت سے نکلنے کا سبب یہ تھا کہ شیطان کے بھکانے سے درخت کا پھل کھا لیا تو حکم ہوا کہ تم جنت سے چلے جاؤ۔ اس واقعہ میں موجود ہے کہ شیطان نے دونوں کے دلوں میں وسوسہ پیدا کیا تھا۔

۱۔ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِن سَوْآتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَن تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ ۝ وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ ۝ فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَن تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَأَقُل لَّكُمَا إِنَّ	پس وسوسہ دیا ان دونوں کو شیطان نے تاکہ ظاہر کرے اُن کے لئے جو چھپایا گیا تھا اُن کی شرم گاہوں سے۔ اور کہا اُن کو کہ تمہارے رب نے تم کو اس خطرہ سے روکا ہے اس درخت سے کہ تم دونوں کہیں فرشتے نہ بن جاؤ یا پھر تم جنت میں ہمیشہ رہنے والے ہو جاؤ۔ اور ان دونوں سے قسم کھائی کہ میں تمہارے لئے خیر خواہوں سے ہوں۔ پس پھسلا دیا ان دونوں کو ساتھ دھوکے کے پس جب چکھا ان دونوں نے اس درخت سے تو ظاہر ہو گئیں اُن کی شرمگاہیں اور وہ دونوں اپنے اُوپر جنت کے پتے ڈھانکنے شروع ہوئے اُن کو اُن کے رب نے پکارا، کیا میں نے تم کو روکا نہیں تھا اس درخت سے اور میں نے کہا نہیں تھا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

کہ شیطان تمہارا ظاہر دشمن ہے۔

(سورۃ الاعراف)

واقعہ ۲

۲۔ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ
إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ
أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ
قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ قَالَ إِنَّمَا
يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝
لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ
لِتَقْتُلَنِيْ مَا أَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ
إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ إِنِّيْ أَخَافُ
اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝
إِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ تَبُوْءَ بِإِثْمِيْ وَ
إِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ أَصْحَابِ
النَّارِ وَذٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِيْنَ ۝
فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ
أَخِيْهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ
الْخَاسِرِيْنَ ۝

اور پڑھ ان پر آدمؑ کے دونوں بیٹوں کی خبر حق
کے ساتھ، جب ان دونوں نے قربانی کی تو ایک
کی قبول کر لی گئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی۔
اس نے کہا کہ میں ضرور تجھے قتل کروں گا۔ اس
نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں سے قبول کرتا ہے
اگر تو دراز کرے میری طرف اپنا ہاتھ تاکہ تو
مجھے قتل کرے تو میں اپنا ہاتھ تیری طرف دراز
نہیں کروں گا تاکہ میں تجھے قتل کروں، میں اللہ
جہانوں کے پروردگار سے ڈرتا ہوں۔
میں ارادہ کرتا ہوں کہ تو لوٹے میرے اور اپنے
گناہ کے ساتھ پس تو دوزخ والوں سے ہو جائے
اور یہ بدلہ ہے ظالموں کا۔ پس رغبت دلائی
اس کو اس کے نفس نے اپنے بھائی کے قتل
کرنے میں، اس نے اسے قتل کر دیا تو وہ خسارہ
پانے والوں میں سے ہو گیا۔

(سورۃ المآئدۃ)

واقعہ ۳

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِيْ آتَيْنَاهُ
آيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ
الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِيْنَ ۝
وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلٰكِنَّهُ
أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ

اور تلاوت کیجئے ان پر اس شخص کی خبر کہ اس کو ہم نے
اپنی نشانیاں دیں پس وہ نکل گیا ان سے پس پیچھا
کیا اس کا شیطان نے، پس وہ ہو گیا گمراہ ہونے والوں سے۔
اور اگر چاہتے تو اس کو بلند کر دیتے ساتھ ان آیتوں کے
لیکن وہ لگ گیا طرف زمین کی اور پیروی کی اس نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ○

اپنی خواہش کی۔ پس اس کی مثال کتے کی سی مثال ہے۔ اگر اس پر لادو تو زبان نکالے۔ اگر نہ لادے تو بھی نکالے۔ یہ مثال اس قوم کی ہے جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ بیان کر قصّہ تاکہ وہ غور و فکر کریں۔

(سورۃ الاعراف)

فائدہ:۔

اِن واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان آدم علیہ السلام سے لے کر ہی آدمؑ کی اولاد کو گمراہ کرنے پر تُلا ہُوا ہے۔ جو لوگ اُس کے پیچھے لگ جاتے ہیں وہ صراطِ مستقیم سے بھٹک جاتے ہیں۔ شیطان بنی آدمؑ کے دِل میں وسواس پیدا کرتا ہے جو کہ گمراہی کا سبب بنتے ہیں۔ وہ وسواس و خیالات اس حد تک پہنچ جاتے ہیں کہ انسان بحیثیت مخلوق ہونے کے سوچنا شروع کر دیتا ہے یہ ساری کائنات تو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہے پھر اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے۔ یہ وسواس و خیال صاف گمراہی ہے۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایسے خیالات سے روکا ہے۔ کیونکہ خالقِ کائنات کے لئے ایسے خیالات بھی مناسب نہیں، زبان سے تو ایسی بات قابلِ گرفت ہوگی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایسے شخص کو جو ہدایات فرمائی ہیں، ان کا تذکرہ یہاں درج کر رہا ہوں۔ تاکہ تعلیم نبویؐ سے اس کا علاج ہوسکے۔

ذاتِ خداوندی کے متعلّق وساوس کا علاج:

۱۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ فِي الْاِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، کہ شیطان انسان میں چلتا ہے مانند خون کے جاری ہونے کے۔

(متفق علیہ بحوالہ مشکوٰۃ ص۱۸ ج۱)

فائدہ:۔

محدثین کرام اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ شیطان انسان کو گمراہ کرنے میں ہر کوشش

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہے اور اپنی پوری طاقت استعمال کرتا ہے چنانچہ مولانا رحمانی مدظلہ فرماتے ہیں:

وَالْمَعْنٰی اَنَّ الشَّیْطٰنَ یَتَمَکَّنُ مِنْ اِغْوَاءِ الْاِنْسَانِ وَاِضْلَالِہٖ تَمَکُّنًا تَامًّا وَیَتَصَرَّفُ فِیْہِ تَصَرُّفًا لَا مَزِیْدَ عَلَیْہِ۔	اس حدیث پاک کا معنٰی یہ ہے کہ شیطان انسان کو گمراہ کرنے میں اتنا تصرف کرتا ہے کہ اس سے زیادہ اس کے لیے ممکن نہیں۔

(مرعاۃ المفاتیح ص۱۴۳ ج۱)

اس حدیث سے یہ بات تو ثابت ہوگئی کہ انسان کو گمراہ کرنے کے لئے شیطان ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے۔ اور اس کے گمراہ کرنے کی صورت کیا ہے، دلوں میں وسوسہ ڈالنا۔

۲۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَزَالُ النَّاسُ یَتَسَاءَلُوْنَ حَتّٰی یُقَالَ هٰذَا خَلَقَ اللّٰہُ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰہَ فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ شَیْئًا فَلْیَقُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ سوال کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ کہا جائیگا کہ اس مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے تو اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا تھا۔ جو شخص ایسی کوئی چیز پائے۔ وہ کہہ دے کہ میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں۔

(متفق علیہ بحوالہ مشکوٰۃ ص۱۸ ج۱)

۳۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْتِی الشَّیْطَانُ اَحَدَکُمْ فَیَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ کَذَا مَنْ خَلَقَ کَذَا حَتّٰی یَقُوْلَ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَاِذَا بَلَغَهٗ فَلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰہِ وَلْیَنْتَہِ۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ایک کے پاس شیطان آتا ہے۔ پس وہ کہتا ہے یہ کس نے پیدا کیا یہ کس نے پیدا کیا یہاں تک کہ کہے گا تیرے رب کو کس نے پیدا کیا۔ جب یہاں تک پہنچ جائے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے اور ایسے خیال سے رک جائے۔

(متفق علیہ بحوالہ مشکوٰۃ ص۱۸ ج۱)

۴۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ النَّاسُ يَتَسَاءَلُونَ حَتّٰى يُقَالَ هٰذَا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ فَإِذَا قَالُوْا ذٰلِكَ فَقُوْلُوا اللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ ثُمَّ لِيَتْفِلْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ	سوال کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ کہا جائیگا مخلوق کو تو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے، پس اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے۔ جب لوگ یہ کہنا شروع کردیں تو تم کہو، اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اُس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا اور اُس کا کوئی برابری کرنے والا نہیں پھر تین دفعہ بائیں جانب تھوکے۔ اور شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے۔

(ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۹ ج ۱)

۵۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالُوْا يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ قَالَ فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا أَلَا لَا يَجْنِيْ جَانٍ عَلٰى وَلَدِهٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ عَلٰى وَالِدِهٖ أَلَا وَإِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ أَنْ يُّعْبَدَ فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا أَبَدًا وَلٰكِنْ سَتَكُوْنُ لَهٗ طَاعَةٌ فِيْمَا تَحْتَقِرُوْنَ مِنْ أَعْمَالِكُمْ فَسَيَرْضٰى بِهٖ۔	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا کہ یہ کونسا دن ہے۔ لوگوں نے کہا کہ حج اکبر کا دن ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ تمھارے خون اور مال اور تمھاری عزتیں تمھارے درمیان حرام ہیں جیسا کہ اس دن کی حرمت ہے تمھارے اس شہر میں۔ خبردار کوئی بھی اپنی جان پر زیادتی نہ کرے نہ کوئی اپنی اولاد پر زیادتی کرے اور نہ اولاد اپنے باپ پر ظلم کرے خبردار شیطان اس بات سے ناامید ہو گیا ہے کہ تمھارے اس شہر میں اُس کی عبادت کی جائے لیکن تم اپنے چھوٹے چھوٹے کاموں میں اُس کی عبادت کرو گے تو وہ اسی سے راضی ہو جائے گا۔

(ابن ماجہ بحوالہ مشکوٰۃ ص ۲۳۰)

فائدہ:۔

ان احادیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ شیطان ایسی ایسی باتیں کرنے پر بنی آدم کو ابھارے گا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوکہ خلافِ شرع ہوں گی۔ یہاں تک کہ لوگ اتنے دلیر اور بے دین ہو جائیں گے، کہ یہ باتیں بھی بنانا شروع کر دیں گے کہ خدا تعالیٰ کو پیدا کرنے والا کون ہے یہ سخت قسم کی ناجائز بات اور کلمۂ کفر یہ ہے۔ ایسی بات زبان پر لانے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

۶۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِیْ مَا وَسْوَسَتْ بِهٖ صُدُوْرُهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهٖ اَوْ تَتَكَلَّمْ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے میری امت کو سینے کے وسواس معاف کر دیئے ہیں جبتک عمل نہ کرے یا کلام نہ کرے۔

(متفق علیہ بحوالہ مشکوٰۃ ص۱۸)

فائدہ:۔

اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ ایسے غلط خیالات جو کہ خلافِ شریعت ہوں اُن پر عمل نہیں کرنا چاہیے اور نہ زبان پر لانا چاہیے۔ اگر سینہ تک ہی رہیں گے تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیں گے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے قریب ہے:

اللہ تعالیٰ ذاتِ بابرکات کے لحاظ سے تو عرش بریں پر ہے جس طرح کہ اس کی شان کے لائق ہے۔ علم اور قدرت کے لحاظ سے بندوں کے بہت قریب ہے۔ جیسا کہ حدیثِ پاک میں آتا ہے۔ کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ہمارا رب قریب ہے یا کہ دُور ہے، چنانچہ امام ابن کثیرؒ بیان کرتے ہیں۔

۱۔ اِنَّ اَعْرَابِیًّا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَقَرِیْبٌ رَبُّنَا فَنُنَاجِیْهِ اَمْ بَعِیْدٌ فَنُنَادِیْهِ۔

ایک اعرابی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، کیا ہمارا رب قریب ہے کہ ہم اس سے سرگوشی کریں یا دُور ہے کہ ہم اسے بلند آواز سے پکاریں؟

(تفسیر ابن کثیرؒ)

اس شخص کے سوال کرنے پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۝
(سورۃ البقرۃ)

اور جب سوال کریں تجھ سے میرے بندے میرے متعلق۔ پس میں قریب ہوں۔ قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی پکار کو جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ چاہیے کہ قبول کریں میرے حکم کو اور ایمان لائیں میرے ساتھ تاکہ ہدایت پائیں۔

خدائے ذوالجلال اپنے بندوں کے کتنا قریب ہے، اس کو بھی قرآنِ پاک میں بیان کر دیا گیا ہے تاکہ اس میں کوئی شبہ باقی نہ رہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۳۔ فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ ۝ وَأَنتُمْ حِينَئِذٍ تَنظُرُونَ ۝ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنكُمْ وَلَٰكِن لَّا تُبْصِرُونَ ۝
(سورۃ الواقعۃ)

پس کیوں نہیں جب کہ پہنچتی ہے جان حلق کو، اور تم اس وقت دیکھتے ہو۔ اور ہم بہت نزدیک ہوتے ہیں طرف اس کی تم سے لیکن تم دیکھتے نہیں ہو۔

۴۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ ۖ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ
(سورۃ ق)

اور پیدا کیا ہم نے انسان کو اور ہم جانتے ہیں جو کہ اس کا دل خطرہ پیدا کرتا ہے اور ہم اس کی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

۵۔ وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ هُوَ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ ۚ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ ۝
(سورۃ ھود)

اور طرف قوم ثمود کی اُن کے بھائی صالح کو بھیجا۔ اس نے کہا کہ اے میری قوم! تم عبادت کرو اللہ کی، تمہارے لئے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس نے تم کو پیدا کیا زمین سے اور آباد کیا اس میں بخشش مانگو اس سے پھر رجوع کرو طرف اس کی بیشک میرا پروردگار نزدیک ہے قبول کرنے والا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۔ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَا يَكُونُ مِن نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ أَدْنٰى مِن ذٰلِكَ وَلَآ أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ (سورة المجادلة)

کیا نہیں دیکھا تو نے کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ نہیں ہوتی سرگوشی تین کی مگر ان کا چوتھا وہ ہوتا ہے اور نہ پانچ کی مگر چھٹا وہ ہوتا ہے اور نہ اس سے کم اور نہ زیادہ کی مگر وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جہاں بھی ہوں۔ پھر وہ ان کو قیامت کے دن ان کے اعمال کی خبر دے گا، وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

۷۔ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِينَ ۝ (البقرة)

اے ایمان والو! مدد چاہو ساتھ صبر اور نماز کے۔ بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

۸۔ إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَأَنزَلَ اللّٰهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلٰى وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ (سورة التوبة)

اگر نہ مدد کرو گے تم اس کی تو بھی اللہ تعالیٰ نے مدد کی اس کی جب کہ نکال دیا تھا اسے کافروں نے دو کا دوسرا تھا جب کہ وہ دونوں غار میں تھے جب کہا اپنے ساتھی کو کہ نہ غم کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اللہ نے اتاری اس پر اپنی تسلی اور مدد کی اس کی ایسے لشکروں سے کہ نہیں دیکھا تم نے ان کو اور کیا کافروں کی بات کو نیچے اور اللہ کا بول ہی بلند ہے۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

۹۔ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ ۝ (سورة النحل)

بے شک اللہ تعالیٰ ساتھ ان لوگوں کے ہے جو پرہیزگار ہیں اور ساتھ ان کے کہ وہ احسان کرنے والے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۔ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِیْ مَعَکُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰی (سورۃ طٰہٰ)

(اللہ نے) کہا تم دونوں (موسیٰ اور ہارون) نہ ڈرو۔ بیشک میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا اور دیکھتا ہوں۔

فائدہ:

قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ہم بہت قریب ہیں۔ یا اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اس سے مراد ذاتِ خداوندی نہیں بلکہ اس کا فضل اور مدد مراد ہے۔ چنانچہ صاحب لغات القرآن لکھتے ہیں۔ بندہ سے اللہ کے قریب ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنے فضل و رحمت سے متوجہ ہے۔ (لغات القرآن ص۱۸۶ ج۱)

مزید لکھتے ہیں (اَللّٰہُ مَعَنَا) اللہ کی مدد ہمارے ساتھ ہے (اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ) میرے رب کی مدد میرے ساتھ ہے۔ (لغات القرآن ص۵۶۱ ج۵)

اللہ تعالیٰ علم کے لحاظ سے ہر جگہ ہے:

اللہ تعالیٰ کے علم سے کوئی چیز نہ پوشیدہ ہے اور نہ اوجھل ہے۔ بلکہ وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

۱۔ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی ٥ (طٰہٰ)

اور اگر تو پکار کر کہے بات کو تو وہ جانتا ہے چھپے بھید کو اور بہت چھپے کو۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ٥ (سورۃ الطلاق)

اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیے سات آسمان اور زمین مانند ان کی اترتا ہے حکم اس کا درمیان ان کے تاکہ تم جان لو کہ بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ نے ہر چیز کو علم سے گھیر لیا ہے۔

۲۔ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (سورۃ الحدید)

وہ سب سے پہلے سب سے آخر سب سے ظاہر اور سب سے پوشیدہ اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدہ :

ان آیاتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر جگہ ہے۔ جو کچھ جہاں کہیں ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ چنانچہ حدیثِ پاک سے اس کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ وَأَصْحَابُهُ إِذْ أَتَى عَلَيْهِمْ سَحَابٌ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَدْرُونَ مَا هٰذَا؟ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ هٰذَا الْعَنَانُ هٰذِهِ رَوَايَا الْأَرْضِ يَسُوقُهُ اللّٰهُ إِلَى قَوْمٍ لَا يَشْكُرُونَهُ وَلَا يَدْعُونَهُ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَا فَوْقَكُمْ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا الرَّقِيعُ سَقْفٌ مَحْفُوظٌ وَمَوْجٌ مَكْفُوفٌ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُونَ كَمْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا خَمْسُمِائَةِ سَنَةٍ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَا فَوْقَ ذٰلِكَ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ فَوْقَ ذٰلِكَ سَمَاءَيْنِ مَا بَيْنَهُمَا مَسِيرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرامؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک ان پر بادل ظاہر ہوا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو یہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ زمین کو سیراب کرنے والا بادل ہے اس کو اللہ تعالیٰ ناشکری قوم کی طرف لے جا رہے ہیں جو کہ اللہ سے اس کی دعا بھی نہیں کرتے پھر آپؐ نے فرمایا کہ جانتے ہو تمہارے اوپر کیا ہے انہوں نے کہا کہ اللہ اس کا رسول ہی جانتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا کہ چھت محفوظ اور موج بند کی ہوئی ہے پھر آپؐ نے فرمایا کہ جانتے ہو کہ تمہارے اور اس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا پانچ سو سال کا فاصلہ ہے پھر فرمایا جانتے ہو اس کے اوپر کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں تو فرمایا کہ اس کے اوپر دو آسمان ہیں دونوں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ قَالَ عَدَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ	ایسے سات آسمان شمار کئے ہر دو آسمانوں
مَا بَيْنَ كُلِّ سَمَائَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ	کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و
وَالْأَرْضِ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ	آسمان کے درمیان ہے پھر آپؐ نے فرمایا
مَا فَوْقَ ذٰلِكَ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ	کہ جانتے ہو اس کے اوپر کیا ہے انہوں
أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ فَوْقَ ذٰلِكَ الْعَرْشَ	نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں
وَبَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَاءِ بُعْدُ مَا	تو آپؐ نے فرمایا کہ اس کے اوپر عرش ہے
بَيْنَ السَّمَائَيْنِ ثُمَّ قَالَ هَلْ	اس کے اور آسمان کے درمیان اتنا فاصلہ
تَدْرُوْنَ مَا الَّذِيْ تَحْتَكُمْ قَالُوا	ہے جتنا دونوں آسمانوں کا ہے۔ پھر
اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ	آپؐ نے فرمایا کہ جانتے ہو کہ تمہارے نیچے
فَإِنَّهَا الْأَرْضُ ثُمَّ قَالَ هَلْ	کیا ہے انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول
تَدْرُوْنَ مَا الَّذِيْ تَحْتَ ذٰلِكَ	جانتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا کہ اس کے نیچے
قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ	دوسری زمین ہے۔ دونوں کے درمیان
فَإِنَّ تَحْتَهَا أَرْضًا أُخْرٰى بَيْنَهُمَا	پانچ سو سال کا فاصلہ ہے، ایسے ہی سات
مَسِيْرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ حَتّٰى	زمینیں شمار کیں، ہر زمین کے درمیان پانچ
عَدَّ سَبْعَ أَرَضِيْنَ بَيْنَ كُلِّ	سو سال کی مسافت ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا
أَرْضِيْنَ مَسِيْرَةُ خَمْسِمِائَةِ	قسم بخدا۔ اگر تم نچلی زمین کی طرف رسی لٹکاؤ
سَنَةٍ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ	تو وہ اللہ تعالیٰ پر پہنچ جائے گی۔ پھر آپؐ نے
بِيَدِهٖ لَوْ أَنَّكُمْ دَلَّيْتُمْ بِحَبْلٍ إِلَى الْأَرْضِ	یہ آیت تلاوت فرمائی۔ وہ پہلا ہے وہ
السُّفْلٰى لَهَبَطَ عَلَى اللّٰهِ ثُمَّ قَرَأَ هُوَ الْأَوَّلُ	آخر میں ہے۔ وہ ظاہر ہے وہ پوشیدہ ہے
وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ	اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے

(ترمذی مع تحفۃ الاحوذی ص ۱۹۳/۴)

فائدہ:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث مبارک کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

وَفَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هٰذَا الْحَدِيْثَ	بعض اہل علم نے اس حدیث کی یہ
فَقَالُوا إِنَّمَا هَبَطَ عَلٰى عِلْمِ اللّٰهِ وَ	تفسیر بیان کی ہے کہ وہ رسی اللہ تعالیٰ کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَقُدْرَتِہٖ وَسُلْطَانِہٖ وَعِلْمُ اللّٰہِ وَ قُدْرَتُہٗ وَسُلْطَانُہٗ فِی کُلِّ مَکَانٍ وَ ھُوَ عَلَی الْعَرْشِ کَمَا وَصَفَ فِی کِتَابِہٖ۔
(ترمذی، مع تحفۃ الاحوذی ص۱۹۴ ج۴)

علم، قدرت اور سلطنت پر گرتی ہے۔ کیونکہ اس کا علم، قدرت اور سلطنت ہر جگہ ہے اور وہ خود عرش عظیم پر ہے جیسا کہ قرآن میں ہے۔

فائدہ

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کا علم ہر جگہ ہے، ذات ہر جگہ نہیں جو لوگ ہر چیز میں وجود خدا کے قائل ہیں ان کا عقیدہ سراسر باطل ہے۔

ریاکاری

عبدالرحمن عاجز

ریاکاری نہیں دل میں تو پھر ہر طرح جائز ہے
تو صدقہ فی سبیل اللہ چھپا کر دے، دکھا کر دے

بھلائی کا تقاضا تو یہی ہے اے بھلے مانس
اگر تو کر سکے اپنے عدو کا بھی بھلا کر دے

یہ کام اللہ کا ہے منزل مقصود پہ پہنچانا
تو بسم اللہ سے اپنے عمل کی ابتدا کر دے

تری ہی یاد ہو دل میں ترا ہی ذکر ہو لب پر
الٰہی اپنی اُلفت میں میری ہستی فنا کر دے

رسومات جدید اسلام میں ہیں سب کی سب بدعت
اگر ممکن ہو تو بدعت کو سنت سے جدا کر دے،

لباس پارسائی کر لیا ہے زیب تن میں نے
مرے اللہ مرے دل کو بھی تو پارسا کر دے

کہیں ایسا نہ ہو عاجز اچانک موت آجائے
کسی کا حق اگر تجھ پہ ہو تو فوراً ادا کر دے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ